روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

سوموار 16 ستمبر 2013ء 9 ذیقعد 1434 ہجری 16 تبوک 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 211

پورے متقی بنو

بے خُدا بے زُہد و تقوٰی بے دِیانت ' بے صَفا
بَن ہے یہ دُنیائے دُوں طاعوں کرے اس میں شکار

صَیدِ طاعُوں مت بنو پُورے بنو تم مُتّقی
یہ جو ایماں ہے زباں کا کچھ نہیں آتا بکار

(درثمین)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔

پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلّی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلّی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اس کے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اس کی قضاء وقدر پر ناراض نہ ہو۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 10)

ضرورت فزکس اساتذہ

نظارت تعلیم کے تحت ہائی سکول اور گرلز کالجز میں فزکس کے مضمون کیلئے خواتین اساتذہ کی ضرورت ہے۔ تعلیمی قابلیت کم ازکم ایم ایس سی یا بی ایس فزکس ہونی چاہئے۔ تجربہ رکھنے والی خواتین کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند خواتین درخواست جمع کرواسکتی ہیں۔ درخواست دینے کے لئے ایک سادہ کاغذ پر ناظر صاحب تعلیم کے نام درخواست، اپنی تمام تعلیمی اسناد اور شناختی کارڈ کی نقول اور نظارت تعلیم کے شائع شدہ ملازمت کے فارم پر صدر/ امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ جمع کروائیں۔ نظارت تعلیم کے شائع شدہ فارم پر مکمل کوائف نہ ہونے کی صورت میں درخواست پر کارروائی نہ کی جائے گی۔ درخواست فارم نظارت تعلیم کے دفتر یا ویب سائٹ سے لئے جاسکتے ہیں۔

(نظارت تعلیم)

ضرورت لیکچرار

نصرت جہاں گرلز کالج میں بی ایس سی کی کلاسز کے لئے ایک زوالوجی کی لیکچرار کی ضرورت ہے۔ تعلیمی قابلیت M.Sc, M.Phil زوالوجی ہو۔ خدمت کا جذبہ رکھنے والی خواتین ادارہ ہذا کی پرنسپل سے رابطہ کریں۔

(پرنسپل نصرت جہاں گرلز کالج ربوہ)

دارالضیافت میں قربانی

بیرون ربوہ نیز بیرون پاکستان سے ایسے احباب جو جماعتی نظام کے تحت عیدالاضحیٰ کے موقع پر مرکز سلسلہ میں قربانی کروانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی رقوم بالتفصیل ذیل جلد از جلد خاکسار کو بھجوادیں

قربانی بکرا -/14000 روپے
قربانی حصہ گائے -/7000 روپے

(نائب ناظر ضیافت ربوہ)

عظمت وشان قرآن۔ احادیث نبویہ کی روشنی میں

مرسلہ: فرخ سلمانی

حفاظت الٰہی کا نسخہ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت سورۃ مومن کی ابتدائی آیات اور آیت الکرسی تلاوت کی تو شام تک اس کی حفاظت کی جائے گی اور جس نے ان کی تلاوت شام کے وقت کی اس کی صبح تک حفاظت کی جائے گی۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فضل سورۃ البقرہ حدیث نمبر 2803)

قرآن کا ظاہر و باطن

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

قرآن کی تمام آیات کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔

(تفسیر محی الدین ابن العربی برحاشیہ عرائس البیان جلد اول صفحہ 3)

سورۃ مومنون کی تلاوت

حضرت عبداللہ بن سائبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں نماز فجر پڑھائی آپ نے سورۃ مومنون کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کا ذکر آیا تو شدت خشیت سے رسول اللہؐ کا گلا رندھ گیا اور آواز بند ہوگئی تو آپ نے رکوع کیا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی الصبح حدیث نمبر: 693)

جہری اور سری قراءت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہر نماز میں قراءت کی جاتی ہے جس نماز میں رسول اللہؐ نے جہری قراءت کی ہم نے تمہیں وہ جہراً سنائی اور جس میں آپ نے مخفی قراءت کی ہم نے بھی اسے تم سے مخفی رکھا۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب القراءۃ فی الفجر حدیث نمبر 730)

نور قرآنی کے حصول کی دعا

آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو یہ دعا سکھائی:۔

اے اللہ رحمٰن! تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری آنکھوں کو اپنی کتاب کے نور سے منور کر اور اسے میری زبان پر رواں کردے اور میرے دل کو اس کے لئے وسعت دے اور میرے سینے کو اس کے ساتھ کھول دے اور اس کے ساتھ میرے بدن کو دھو دے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الحفظ حدیث نمبر 3493)

نزول وحی کی کیفیات

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے۔ فرمایا:

کبھی تو میرے پاس وحی گھنٹی کی جھنکار کی طرح آتی ہے اور وحی کی یہ طرز مجھ پر سخت ترین ہوتی ہے۔ پھر بعد اس کے کہ میں اس کا کلام خوب محفوظ کر چکا ہوتا ہوں یہ آواز مجھ سے جدا ہو جاتی ہے اور کبھی کوئی فرشتہ میرے پاس انسان کی صورت اختیار کر کے آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے سو میں اس کی بات کو بھی محفوظ کر لیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی حدیث نمبر 2)

لحن داؤدی

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا۔

گزشتہ رات میں تمہاری قراءت سن رہا تھا۔ تمہیں تو آل داؤد جیسا لحن عطا کیا گیا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب تحسین الصوت حدیث نمبر 1322)

صحابہ کے دو گروہ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک دن گھر سے مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ دو حلقے بنے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ تلاوت قرآن اور دعاؤں میں مصروف ہیں اور کچھ لوگ پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا دونوں گروہ نیک کام کر رہے ہیں جو لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں اور دعائیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے اور جو لوگ پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہیں تو خدا نے مجھے معلم اور استاد بنا کر بھیجا ہے۔ پھر آپ اس پڑھنے والے گروہ میں جا کر بیٹھ گئے۔

(سنن ابن ماجہ۔ المقدمہ۔ باب فضل العلماء حدیث نمبر 225)

سورۃ فاتحہ بطور شفاء

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کا ایک قافلہ سفر میں تھا۔ راستہ میں ایک جگہ قیام کیا۔ وہاں قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا۔ ایک صحابی نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ شفایاب ہو گیا اور انعام دیا۔ صحابہ نے یہ واقعہ رسول اللہؐ کو بتایا تو آپ نے فرمایا تمہیں کس نے بتایا کہ سورۃ فاتحہ میں دم اور شفا بھی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن۔ فضل سورۃ الفاتحہ حدیث نمبر 4623)

ترقی کرتا جا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عاشق قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ اور درجات میں ترقی کرتا جا۔ اور اسی طرح خوش الحانی سے پڑھ جس طرح دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیرا مقام اس آخری آیت تک ترقی پذیر ہے جو تو تلاوت کرے گا۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب من قرء حرفاً حدیث نمبر: 2838)

نماز اور سورۃ فاتحہ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

جس نے نماز پڑھی مگر اس میں ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز ناقص رہی۔ ابوہریرہؓ سے کہا گیا کہ ہم امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں تو انہوں نے کہا دل میں پڑھ لیا کرو۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحہ حدیث نمبر: 598)

مزہ اور خوشبو

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال نارنگی کی سی ہے۔ جس کا مزہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور اس مومن کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا وہ کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی اور اس فاجر کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت کا عادی ہے گل ریحان کی طرح ہے۔ جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن اس کا مزہ کڑوا ہے۔ اور اس فاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا تمہ کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں اور مزہ بھی کڑوا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب من یومران یجالس حدیث نمبر: 4191)

آیات قرآنی کی سردار

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ہر چیز کا ایک چوٹی کا حصہ ہوتا ہے اور قرآن کا چوٹی کا حصہ سورۃ البقرہ ہے اور اس میں ایک آیت ہے جو قرآن کی تمام آیات کی سردار ہے اور وہ آیت الکرسی ہے۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فضل سورۃ البقرہ حدیث نمبر 2802)

سورۃ الفتح کی تلاوت

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو ایک اونٹ پر سوار سورۃ الفتح پڑھتے ہوئے دیکھا ہے آپ بار بار آیت کو دہراتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبیؐ حدیث نمبر: 3945)

موجب برکت

حضرت ابوامامہ الباہلیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

سورۃ البقرہ پڑھو کیونکہ اس کی تلاوت موجب برکت ہے اور اس کو ترک کرنا باعث حسرت ہے اور جھوٹے اس کے مقابلہ کی استطاعت نہیں رکھتے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ المسافرین باب فضل قراءۃ القرآن حدیث نمبر: 1337)

سورۃ فاتحہ لازمی ہے

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

(صحیح مسلم کتاب الاذان باب وجوب القراءۃ للامام حدیث نمبر: 714)

حضرت ابوبکرؓ کی تلاوت

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے آغاز اسلام میں مکہ میں اپنی حویلی کے صحن میں ایک مسجد بنائی اور اس میں نماز اور قرآن پڑھا کرتے تھے۔ ان کے پاس مشرک عورتیں اور لڑکے کھڑے ہو جاتے اور تعجب کرتے۔ حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے آدمی تھے جب قرآن پڑھتے تو آنکھوں پر قابو نہ پاسکتے۔ اس بات نے مشرک سرداروں کو خوفزدہ کر دیا۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المسجد یکون فی الطریق حدیث نمبر: 456)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم راشد بلوچ صاحب

ضلع ڈیرہ غازی خان کے بلوچ
رفقاء حضرت مسیح موعود

قسط اول

بلوچ قوم کو محض اللہ کے فضل سے حضرت مسیح موعود کو ماننے اور آپ کے دعاوی کی تصدیق کرنے کی توفیق ملی۔ اس طرح بلوچ قوم کے افراد کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ بھی آپ کے رفقاء میں شامل ہوں۔ یہ بات قطعیت سے نہیں کہی جاسکتی کہ سب سے پہلے بیعت کرنے والے بلوچ خوش نصیب کون تھے۔ لیکن قیاس اور اندازہ کی بنا پر اور بعد میں بیعت کرنے والے رفقاء کی تاریخ بیعت دیکھ کر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ غالباً حضرت منشی فتح محمد بزدار صاحب سب سے پہلے بیعت کرنے والے رفقاء تھے۔ 313 کبار رفقاء کی فہرست میں سے آپ کا نام 97 نمبر پر درج ہے۔

حضرت منشی فتح محمد بزدار صاحب

حضرت منشی فتح محمد صاحب بلوچ بزدار خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام محمد خان بزدار تھا۔ آپ لیہ کے رہنے والے تھے جو ان دنوں ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں تھا۔ آپ گورنمنٹ انگریزی کے محکمہ ڈاک میں بطور اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر ملازم تھے۔

آپ کی بیعت کا زمانہ 1895ء سے قبل کا معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی ہمشیرہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ کشف والہام تھیں۔ انہیں حضرت اقدس کے دعویٰ مسیحیت ومہدویت کی خبر ملی اس کی شہادت حضرت فتح محمد بزدار نے ایک اشتہار میں 12 مئی 1897ء کو شائع کرائی۔ ستمبر 1895ء میں حضرت اقدس مسیح موعود نے حکومت کے نام ایک اشتہار شائع کیا جس کے آخر میں آپ نے اپنی جماعت کے 700 افراد کے نام درج فرمائے۔ حضرت منشی صاحب کا نام بھی بلا متفرقات کے تحت شامل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 1895ء تک آپ سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو چکے تھے حضور کا یہ اشتہار ''آریہ دھرم'' میں درج ہے۔

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر:

سراج منیر کے آخر میں ''فہرست چندہ برائے طیاری مہمان خانہ و چاہ وغیرہ'' کے تحت شامل اسماء میں آپ کا چندہ پانچ روپے اور تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی 1897ء کے تحت آپ کے ایک روپیہ چندے کا ذکر ہے۔

کتاب البریہ میں بھی آپ کا نام فہرست احباب میں درج ہے۔

وفات:

آپ علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان میں نمایاں احمدی تھے۔ آپ کی وفات 1905ء میں اپریل کے آخری ہفتے میں ہوئی۔ 7 دسمبر 1905ء کو حضرت مسیح موعود نے وفات پا جانے والے چند احباب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''......سال گزشتہ میں ہمارے کئی دوست جدا ہو گئے...... اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ میں کئی مصالح رکھے ہوں گے اس سال میں حزن کے معاملات دیکھنے پڑے۔''

(313 رفقاء صدق وصفا صفحہ نمبر 146)

حضرت مولوی محمد شاہ صاحب

حضرت مولوی محمد شاہ صاحب تونسوی کا تعلق گو بلوچ قوم سے نہیں تھا لیکن آپ ایک لمبے عرصے سے ڈیرہ غازیخان کے علاقے میں بلوچوں کے ساتھ آباد تھے اور آپ کی تحریک اور دعوت الی اللہ سے ہی ڈیرہ غازی خان کے بلوچوں میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ آپ بستی مندرانی علاقہ سنگھڑ تحصیل تونسہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جماعت احمدیہ بستی مندرانی کی تاسیس وتشکیل میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ بعد ازاں آسنور کشمیر تشریف لے گئے۔ دعوتی سرگرمیوں میں یوں محو ہوئے کہ وہیں بسیرا کر لیا، شادی بھی وہیں ہوئی اور وہیں بالآخر آسودہ خاک ہوئے۔

آپ کا اصل نام محمد تھا اور بعد ازاں محمد شاہ کے نام سے شہرت پائی۔ ڈھکنہ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ اس برادری سے تعلق رکھنے والے افراد ضلع ڈیرہ غازی خان کے میدانی علاقے میں بودوباش رکھتے تھے۔

آپ کب پیدا ہوئے اور کن مدارس سے تعلیم حاصل کرتے ہوئے قادیان پہنچے اس حوالے سے قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ زبانی روایات کے مطابق آپ تحصیل علم کے لئے راولپنڈی گئے اور وہیں ایک حکیم صاحب سے طبابت سیکھنے لگے۔ حکیم صاحب احمدی تھے چنانچہ انہی کے وساطت سے قادیان دارالامان پہنچے تا کہ حضرت حکیم مولوی نورالدین سے فن طبابت سیکھ سکیں۔ قادیان پہنچنے پر جہاں آپ نے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کی شاگردی اختیار کی وہیں آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود کی بیعت کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ آپ کے قیام و طعام کا بندوبست حضرت مولوی صاحب نے کیا اور آپ نے وہیں حضرت مولوی صاحب کے کتب خانے میں رہائش اختیار کی۔

آپ کس ماہ وسال میں قادیان پہنچے اس بارے میں بھی مستند معلومات فراہم نہیں ہوسکیں۔ تاہم تاریخ احمدیت سے پتہ چلتا ہے کہ جب ''ایک غلطی کا ازالہ'' شائع ہوئی تو آپ وہیں قادیان میں رہائش پذیر تھے۔ پس آپ 1901ء سے قبل ہی قادیان جا بسے تھے۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ نے قادیان سے بستی مندرانی کے پڑھے لکھے احباب کے نام دعوتی خطوط لکھنا شروع کئے۔ اسی تناظر میں آپ نے اپنے محسن ومربی حضرت حکیم نورالدین کی خدمت میں لکھا کہ بہت دن ہوئے کہ دل سخت مشوش ہے۔ کیا ایک مہینہ کے لئے وطن جا سکتا ہوں؟ حضرت حکیم صاحب نے خط کے دوسرے کونے پر تحریر فرمایا

''السلام علیکم! میرے خیال میں تو حرج نہیں مگر حضرت صاحب سے اجازت لینا چاہئے۔ نورالدین''

حضرت مولوی صاحب کی اس تحریک پر آپ نے سیدنا مسیح موعود کی خدمت اقدس میں یہ مکتوب لکھا۔

''عرض خاکسار یہ ہے کہ مدت سے خاکسار نابکار گھر سے اس نیت پر کہ علم حاصل کروں نکلا تھا تو بعد تکلفات کثیرہ سفر کے اور بکثرت عبادت قبروں اور پیر پرستی کے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس نابکار کو حضور کے قدموں پر لایا اور حضور کی کتابوں سے ہی علم حاصل کیا ...... اور اب میں چاہتا ہوں کہ گھر کو جاؤں اور اپنے اہل واقارب کو ملوں اور دیکھوں کہ حضور کی (دعوت) کو قبول کرتے ہیں یا نہیں؟ امید ہے کہ اکثر قبول کرلیں گے۔ تو اس لئے حضور سے اجازت چاہتا ہوں کہ حضور دعا فرمائیں کہ میں گھر جاؤں اور ان کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرماوے۔''

حضور نے خط کی پشت پر تحریر فرمایا:

''انسان جب سچے دل سے خدا کا ہو کر اس کی راہ اختیار کرتا ہے تو خود اللہ تعالیٰ اس کو ہر یک بلا سے بچاتا ہے اور کوئی شریر اپنی شرارت سے اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ اس کے ساتھ خدا ہوتا ہے سو چاہئے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کو یاد رکھو اور اس کی پناہ ڈھونڈو اور نیکی اور راستبازی میں ترقی کرو اور اجازت ہے کہ اپنے گھر چلے جاؤ اور اس راہ کو جو سکھلایا گیا ہے فراموش مت کرو کہ زندگی دنیا کی ناپائیدار اور موت در پیش ہے۔ اور میں انشاء اللہ دعا کروں گا۔ غلام احمد''

(روزنامہ الفضل 10 فروری 2007ء)

اجازت ملتے ہی آپ بستی مندرانی تشریف لائے اور دعوتی مساعی کے نتیجے میں 15 افراد کو تحریری بیعت کی توفیق نصیب ہوئی جن میں سے آٹھ بزرگوں کو مختلف مواقع پر براہ راست قادیان پہنچنے اور حضرت مسیح موعود کی دستی بیعت کرنے کا شرف نصیب ہوا۔

ان بزرگوں کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ حضرت حافظ فتح محمد صاحب
2۔ حضرت حافظ محمد صاحب
3۔ حضرت نور محمد صاحب مندرانی
4۔ حضرت نور محمد صاحب
5۔ حضرت اللہ بخش صاحب
6۔ حضرت محمد صاحب (حجام)
7۔ حضرت محمد عثمان صاحب
8۔ حضرت قاضی مسعود صاحب

اس کامیاب سفر کے بعد آپ قادیان مراجعت فرما گئے مگر جونہی موقعہ ملتا آپ ڈیرہ غازی خان تشریف لاتے اور مختلف جماعتوں میں جا کر دعوت و تربیت کے امور سرانجام دیتے۔

خلافت اولیٰ میں دعوت سلسلہ کی توسیع کے لئے مختلف علاقوں میں مربیان بھیجے گئے تو مولوی محمد شاہ صاحب کو آسنور کشمیر بھیجا گیا۔ وہیں آپ کی شادی ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے تقسیم ملک کے بعد ضلع فیصل آباد میں آکر مقیم ہوئے اور 80 کے عشرے میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔

حضرت مولوی محمد شاہ صاحب کے ہاتھوں قائم ہونے والی جماعت احمدیہ بستی مندرانی اللہ کے فضل سے آج بھی خدمت دین کے لئے کوشاں ہے۔ ان میں سے کئی احباب تونسہ شریف، ڈیرہ غازی خان، ربوہ، لاہور، انگلینڈ، جرمنی اور امریکہ وغیرہ میں آباد ہو چکے ہیں اور آپ کی یہ روحانی اولاد بزبان حال اپنے اس محسن کو دعائیں دیتی ہے۔

حضرت مولوی محمد ابوالحسن صاحب

آپ کا اسم گرامی عبد الرؤف اور کنیت ابو الحسن تھی اور اسی کنیت سے ہی آپ معروف ہوئے۔ والد گرامی کا نام مولوی عبد القادر تھا۔ جو گاڑوالا قاضی کہلاتے تھے۔ یہ گھرانہ شروع سے تعلیم وتعلم سے وابستہ تھا اسی لئے جلالانی ملاں کہلاتا تھا۔ آپ کی علمی عظمت کا شہرہ دامان کوہ سلیمان میں یوں پھیلا کہ آج تک مخالفین آپ کے تبحر علمی کے قائل ہیں۔

(روزنامہ الفضل 29 اکتوبر 2008ء)

حضرت مولوی محمد ابوالحسن صاحب کو ڈیرہ غازی خان میں احمدیت کی اشاعت کا بانی کہا جاتا ہے۔ آپ کو 1900ء میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ 24 ستمبر 1901ء کے اخبار الحکم میں آپ کی بیعت کا ذکر ان الفاظ میں ہے:۔

’’خدا کے پیارے امام الزماں۔ مولوی ابوالحسن صاحب کی بیعت حضور منظور فرما کر ان کو مطلع فرماویں۔ یہ مولوی صاحب موصوف مولوی نذیر حسین کے مشہور شاگرد اور پکے موحد اور ضلع ڈیرہ غازی خان کے علاقہ میں جلیل القدر عالم ہیں انہوں نے ہاتھ سے بیعت کا خط لکھ کر روانہ حضور کیا ہے............ان کے ساتھ تین اور شخصوں نے بیعت کی ہے ان کی بیعت قبول ہو حافظ فتح محمد مندرانی عیسی خان صاحب۔ فتح محمد صاحب کلاں ....ضلع ڈیرہ غازی خان۔‘‘

حضرت مولوی صاحب بہت نیک انسان تھے۔ آپ آخر دم تک ضلع میں پیغام حق پہنچانے میں کوشاں رہے۔ ضلع کی بڑی بڑی جماعتوں کو آپ ہی کے ذریعے سے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ خاص طور پر بستی رنداں جو بفضل اللہ تعالی ساری کی ساری احمدی ہے، آپ کے طفیل احمدی ہوئی کیونکہ آپ کچھ عرصہ اس بستی میں رہائش پذیر اور امام الصلوۃ رہے۔

آپ ایک لائق مربی اور تجربہ کار حکیم تھے۔ آپ کا اصل وطن کوہ سلیمان کے اندر ’’کالا ماڑ‘‘ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے اپنی عمر کا اکثر حصہ یہیں بسر کیا۔ آپ نے تین شادیاں کیں کیونکہ آپ کے ہاں نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی۔ تیسری شادی کے بعد آپ کے ہاں دو بیٹے ہوئے۔

حضرت مولوی صاحب کی اپنی لکھائی ہوئی سوانح مندرجہ ذیل ہے جو آپ نے 1939ء میں لکھوائی۔ اس وقت آپ بیمار تھے اور بستی بزدار تشریف لے گئے تھے۔

’’میری عمر اس وقت ستر اسی سال کے قریب ہوگی میرا نام محمد ابوالحسن ہے میرے والد بزرگوار کا نام مولوی عبدالقادر صاحب تھا۔ اور ان کا اصلی وطن اندر پہاڑ کوہ سلیمان ہے۔ میرے دادا کا نام مولوی محمود صاحب تھا۔ ہمارا خاندان گاڑ والے قاضیوں کے نام سے مشہور تھا۔ میرے دادا صاحب نے کوٹ مٹھن شریف جو خواجہ غلام فرید صاحب کا وطن ہے سے عربی تعلیم حاصل کی تھی اور میرے والد صاحب مولوی عبدالقادر صاحب نے تونسہ شریف میں تعلیم حاصل کی تھی جو خواجہ سلیمان کے مرید تھے اور ان کی محبت حاصل کی تھی میری عمر تقریباً چھ سات سال کی تھی کہ اپنے بڑے بھائی کے ساتھ تعلیم کے لئے گھر سے نکلا اور دریائے سندھ پار ایک مولوی صاحب سے کچھ دن تعلیم حاصل کی لیکن میرے بھائی جلدی واپس گھر آ گئے اور ان کی شادی ہوگئی اس لئے وہاں سے سلسلہ تعلیم منقطع ہو گیا میرے والد صاحب نے گھر میں ایک مولوی صاحب تعلیم کے لئے رکھے مگر ان سے بھی طبیعت کو موافقت نہ ہوئی اس لئے اپنے وطن سے نکل کھڑا ہوا اس وقت میری عمر چودہ پندرہ برس کی تھی۔ مختلف مقامات مثلاً چودھواں، ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں، مکھڈ، راولپنڈی وغیرہ میں پھرتے ہوئے آخر دہلی پہنچے۔ وہاں مدرسہ حسین بخش میں کچھ دن رہے اس کے بعد مولوی محمد اسحاق سے جو مولوی نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے اور لاہور کے پٹھانوں میں سے تھے، حدیث پڑھنی شروع کی منطق اور صحاح ستہ ان سے پڑھی۔ ان دنوں جب کہ ہم بخاری پڑھتے تھے حضرت اقدس کا نکاح حضرت اماں جان سے ہوا اور یہ صدی کا سر تھا۔

چونکہ حضرت میر ناصر نواب صاحب کا مکان جس محلّہ میں تھا ہم اسی میں رہتے تھے اس لئے حضرت میر صاحب کبھی کبھی ہمارے پاس آجاتے تھے اور بخاری شریف کی سماعت فرماتے تھے میرے استاد مولوی محمد اسحاق صاحب نواب شرف الدین صاحب کے پاس رہتے تھے اس زمانے میں حضرت اقدس کے بارے میں بوجہ طالب علمی زیادہ توجہ نہ ہوئی۔ میرے استاد صاحب نے مجھے میرٹھ ایک مدرسہ میں تعلیم دینے کی غرض سے بطور ملازم بھیج دیا۔ لیکن وہاں سے تھوڑے عرصے کے بعد واپس چلا آیا اور بغرض حصول تعلیم وحکمت کے لکھنؤ چلا گیا اور وہاں جا کر حکیم عبدالحفیظ سے حکمت کی تعلیم حاصل کی ان دنوں مولوی عبدالحیٔ جو حنفیوں کے مشہور عالم لکھنؤ میں تھے فوت ہوئے میں اس کے جنازے میں شریک ہوا۔ تقریباً 1304ھ میں فارغ ہوا تو واپس چلا آیا اور مولوی محمد اسحاق صاحب سے حضرت اقدس کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا کہ ان کے اعتقادات کچھ خراب ہیں۔ آخر میری واپسی وطن کے ایک دو سال بعد میاں نذیر حسین نے حضرت اقدس پر کفر کا فتوی دے دیا۔ ہاں ایک بات قابل ذکر ہے جو میں بھول گیا ہوں استاد صاحب سے جب میں احادیث صحاح ستہ پڑھ کر فارغ ہوا تو میرے استاد صاحب نے مجھے استاد الکل مولوی نذیر حسین کے پاس سرٹیفکیٹ کے لئے بھیجا جب میں ان کے پاس پہنچا تو ان کے پاس شاگرد پڑھ رہے تھے۔ ان کو کہا کہ حدیث کی تمام کتابیں مجھے دیں مولوی نذیر حسین نے ہر ایک کتاب سے تھوڑا تھوڑا پوچھ کر میرا امتحان لیا اور پھر مجھے سند لکھ دی اور سرٹیفکیٹ میں بہت نصیحت کی اور **ولا تخافوا لومة لائم** لکھ کر کہا کہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنا اور حق پہچاننا اور امت مرحوم محمد ﷺ پر رحم کرنا اور جہاں تک ہو سکے حق پہچاننا۔ غالباً یہی ترجمہ اس عبارت کا ہے جو میری سند پر لکھی ہے وہ سند تا حال میرے پاس موجود ہے مولوی نذیر حسین کے دستخط اس پر ثبت ہیں۔ ایک سرٹیفکیٹ مولوی عبدالحفیظ صاحب سے حکمت کا اور ایک سرٹیفکیٹ میرے استاد محمد اسحاق کا بھی میرے پاس موجود ہے۔

ایک واقعہ:

مولوی محمد صاحب جو ہمارے علاقہ ڈیرہ غازی خان کے باشندے تھے اور مشہور اہل حدیث مولوی بہاؤالدین کے بھانجے تھے اور ان دنوں میں جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے کفر کا فتوی تیار کیا دہلی میں پڑھتے تھے ان کا بیان ہے کہ مولوی محمد صاحب کا کہ جب محمد حسین بٹالوی فتوی کفر پر مولوی نذیر حسین کے دستخط کرانے کی غرض سے لے کر گیا مگر مولوی محمد اسحاق صاحب نے کسی غرض کی بنا پر فتوی پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تو دونوں میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ اور لڑائی تک نوبت پہنچی اور دونوں ایک دوسرے کو جاہل کہنے لگے مولوی نذیر حسین بھی قریب سے ان کی گفتگو سن رہے تھے اٹھ کر ان کے پاس آئے اور کہنے لگے تم دونوں جاہل ہو مولوی محمد اسحاق کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ جس وقت دہلی سے اپنے وطن واپس آ گیا تو حضرت اقدس کے بارے میں خیال رکھتا رہا۔ اگر کوئی حضرت اقدس کے بارے میں پوچھتا تو میں کہتا کہ اس بارے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت اقدس کی کتابوں کا مطالعہ:

پہلے پہل خان صاحب فتح محمد صاحب بزدار مرحوم سکنہ لیہ ضلع مظفر گڑھ سے جو ہمارا ہم قوم تھا۔ کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ لی جب میں اس کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا تو میں لوٹ پوٹ ہو جاتا تھا گو اس وقت میں نے بیعت نہ کی تھی مگر حضرت اقدس کے بارے میں میرے خیالات صاف تھے پھر اس کے بعد کتاب ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ دیکھنے کا موقعہ ملا اور اعتقادات بالکل درست ہو گئے اور جب حضرت اقدس مسیح موعود کے یہ اشعار کتاب مذکور میں پڑھے۔

اے معترض بخوف الٰہی صبور باش
زادل چنیں مجوس بہ بیں تا بہ آخرم
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
اے آں کہ سوئے من بد ویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

گو یہ اشعار آگے پیچھے ہیں مگر میری زبان پر یہی رہے اور پہلے شعر پر زیادہ عمل رہا۔ یہاں تک 1318ھ تک پہنچ گیا اور میں نے حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت اقدس میں بیعت کا خط لکھا۔

جس وقت میں نے بیعت کا خط لکھا اس وقت میں بستی رنداں میں تھا ہم چار آدمیوں نے اکٹھا بیعت کا خط لکھا۔

1۔ خاکسار ابوالحسن
2۔ میرا شاگرد میاں عبدالاسد مرحوم
3۔ میاں علی محمد کہ وہ بھی میرا شاگرد تھا
4 میاں عیسیٰ خان صاحب مرحوم رند بلوچ

جس وقت ہم بیعت کا خط لکھ چکے تو پھر ہمیں آرام نہ تھا دل میں ہر وقت ایک سخت پیاس تھی اور ہر وقت یہی خیال تھا کہ کوئی وقت ملے اور ہم دارالامان پہنچیں۔ آخر رمضان شریف کے مبارک مہینے میں کہ انہیں دنوں جلسہ سالانہ تھا ہم قادیان دارالامان حاضر ہوئے عید وہاں ہوئی گویا ہماری دو عیدیں جمع ہو گئیں ایک صبح کے وقت بیعت کی عید اور دوسری عید الفطر۔

جس وقت ہم بیعت بذریعہ خط لکھ چکے تو بستی رنداں سے ڈیرہ غازی خان سے ہوتا ہوا اپنے اصلی وطن کی طرف واپس آیا۔ ڈیرہ غازی خان میں مولوی بخش خان صاحب احمدی سے ملا ان سے قادیان جانے کے بارے میں کہا انہوں نے بتایا کہ عنقریب جلسہ سالانہ ہونے والا ہے۔ فلاں تاریخ کو تم ملتان آ جاؤ پھر اکٹھے چلے جائیں گے۔ آخر میں گھر پہنچا اور اپنی والدہ محترمہ اور بیویوں سے حضرت اقدس کا ذکر کیا انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود کو قبول کیا۔ میری والدہ محترمہ نے فرمایا کہ میری بیعت خواجہ سلیمان کی ہے۔ میں نے ان سے کہا اگر وہ زندہ ہوتے تو وہ بھی حضرت مسیح موعود کی بیعت کرتے۔ آخر ان کی بیعت بھی لکھ دی میری ایک بیوی منگروٹھہ کی تھی ان کی والدہ نے بھی بیعت کی جس وقت بیعت کر کے ہم دارالامان سے واپس آنے لگے تو میں نے حضرت اقدس کی بہت سی کتابیں خریدیں اس وقت مہتمم کتب مولوی فضل الدین صاحب بھیروی تھے ان سے کتب قرض لیکر آیا اور بعد میں قیمت روانہ کی گئی۔ جس وقت میں نے کتاب حمامة البشری حضرت اقدس کی پڑھی تو ایسا اطمینان قلب نصیب ہوا جو پہلے نہ تھا۔

جس وقت بیعت حضرت اقدس کے دست مبارک پر کر کے واپس آیا۔ تو تمام مخالف دریائے سندھ کے مغربی اور مشرقی علاقہ کے اکٹھے ہو گئے اور مجھ پر کفر کا فتوی لگا دیا آخر وہ سب کے سب نہایت ذلیل ہو کر ہلاک ہو گئے اور میرا کچھ نہ بگاڑ سکے تمام مخالفت کا سرغنہ مولوی ابراہیم تھا جو ذات کا لنڈ تھا۔ اس ذلت سے مرا کہ پاخانہ منہ سے آتا تھا جس وقت مرا تو اس کا چہرہ بھی شرمندگی کے باعث کسی کو نہ دکھاتے تھے۔ **فاعتبروا یا اولو الالباب۔**

آخر خاکسار کی دعوت الی اللہ سے بستی رنداں کے اکثر لوگ حضرت اقدس کی بیعت میں شامل ہو گئے۔ خدا کے فضل سے یہ تمام بستی احمدیوں کی ہے اور ان میں بہت مخلص لوگ ہوئے ہیں اور بعض فوت ہو گئے اور بعض زندہ ہیں اور مولا کریم ان پر رحم کرے۔ (آمین)

اس کے بعد ہم نے حضرت اقدس کے نام کی خوب (اشاعت) کی جب تک چلنے پھرنے کی طاقت

تھی چل پھر کے دعوت الی اللہ کی لیکن اب تو کمزوری اس قدر ہے کہ بستر سے اٹھنا بھی محال ہے“۔

(الحکم 28,21 فروری اور 7 مارچ 1939ء)

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 3 ص 169، جلد نمبر 8 ص 534)

حضرت سردار حافظ فتح محمد خان صاحب

ضلع ڈیرہ غازی خان تحصیل تونسہ شریف میں رود کوہی سنگھڑ (بارش کے پانی کے سبب چلنے والی ندی) کے دائیں جانب دامن کوہ سلیمان میں ایک چھوٹی سی بستی واقع ہے جس کا نام بستی مندرانی ہے۔ یہاں کے باشندوں کی اکثریت بلوچ قوم پر مشتمل ہے۔ آپ کا تعلق اسی بستی سے تھا۔

حضرت حافظ سردار فتح محمد خان صاحب احمدیت قبول کرنے سے پہلے اہل سنت والجماعۃ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام محمود خان صاحب تھا۔ آپ کے والد صاحب بڑے بہادر دلیر اور جانباز تھے اور بہت نیک اور پارسا آدمی تھے۔ آپ نے اکیلے ہی بستی مندرانی میں مسجد تعمیر کروائی تھی جبکہ حافظ فتح محمد خان صاحب ابھی طالب علم تھے۔ ان کے لئے آپ نے دو استادوں کا انتخاب کیا ایک کا نام حضرت میاں رانجھا خان صاحب تھا اور دوسرے کا نام شیر داد خان صاحب، حضرت میاں رانجھا خان صاحب (جو مگروٹھہ غربی تونسہ شریف میں مدفون ہیں) فارسی کے فاضل اور صاحب کشف بزرگ تھے ایک دفعہ انہوں نے آپ سے فرمایا حافظ صاحب میں اس دنیا سے گزر جاؤں گا اور آپ زندہ ہوں گے امام مہدی ظہور فرمائیں گے انکار نہ کرنا۔ انہوں نے آخری عمر میں ایک تلوار خریدی۔ حضرت حافظ فتح محمد صاحب نے عرض کی کہ اب تلواروں کا زمانہ نہیں رہا انہوں نے فرمایا کہ امام مہدی کا ظہور ہو گیا ہے۔ جب وہ مبعوث ہوگا تو میں اس کے ساتھ مل کر جہاد کروں گا۔

محترم ناصر احمد ظفر صاحب بلوچ نے بتایا کہ اپنے استاد کے یہ الفاظ حضرت حافظ فتح محمد صاحب کے دل میں جاگزیں تھے۔ 1901ء میں مولوی محمد شاہ صاحب نے احباب کو اطلاع دی کہ امام مہدی آگئے ہیں اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود کا کچھ منظوم کلام بھی بھیجا۔ بستی کے لوگ حضرت مسیح موعود کی آمد کے پہلے ہی چشم براہ تھے بستی کے لوگوں نے لکھا کہ وہ بذات خود تشریف لائیں اور جملہ حالات سے آگاہ کریں۔ چنانچہ 1901ء میں مولوی صاحب موصوف حضرت صاحب کی کتب لے کر بستی مندرانی پہنچے۔

1901ء میں جب حضرت امام مہدی کی آواز آپ تک پہنچی تو آپ بیت الذکر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ جو نمازی آتا اسے کہتے کہ حضرت امام مہدی آگئے ہیں۔ لہٰذا ان کی بیعت کیلئے اپنا نام لکھوا دو۔ سو ہر نمازی نے اپنا نام لکھوا دیا۔ محترم حافظ صاحب کی بیعت کا اعلان 24 ستمبر 1901ء کو الحکم میں شائع ہوا۔ 1903ء میں حضرت حافظ صاحب قادیان دارالامان روانہ ہوئے۔ وہاں جا کر آپ نے حضور کی دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور پندرہ بیس دن تک برکات صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ اور ساتھ ہی ریویو بھی اپنے نام پر جاری کروا آئے۔

اگرچہ آپ زمیندارہ کا کام کرتے تھے لیکن زمین کا زیادہ کام آپ کے بڑے بھائی نور محمد خان صاحب ولد محمود خان صاحب کیا کرتے تھے۔ حضرت حافظ صاحب موصوف اکثر بیت الذکر میں رہا کرتے تھے۔ آپ کے مکانات بھی بیت الذکر احمدیہ کے قریب تھے۔ لہٰذا آپ نماز کے بعد احباب جماعت کو بیت الذکر میں جمع کرتے انہیں دینی باتوں سے روشناس کراتے تھے اور قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھایا کرتے تھے۔

حافظ فتح محمد خان صاحب مندرانی مرحوم ومغفور کا شمار علاقے کے پڑھے لکھے اور سنجیدہ طبقہ میں ہوتا تھا۔ آپ حافظ قرآن ہونے کے علاوہ ایک جید عالم تھے ذاتی شوق سے عربی، فارسی کے علوم کی تحصیل کی اور فارسی کے اعلیٰ پایہ کے شاعر بھی تھے آپ نے حضرت مسیح موعود کی تائید میں ایک فارسی کی منظوم کتاب بھی لکھی تھی۔ مگر افسوس کے وہ قبل اشاعت ہی ضائع ہو گئی۔ اس کتاب کا پہلا شعر آپ کے بیٹے محترم مولانا ظفر محمد خان صاحب ظفر کو یاد تھا۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت والد صاحب کی کتاب کی پہلی نظم کا عنوان ”سلام بنام امام مہدی تھا“ جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

السلام اے یوسف کنعان ما
السلام اے نوحِ کشتی بانِ ما

مثنوی رومی اور صرف ونحو پر بھی انہیں عبور حاصل تھا۔ سفید ریش بلوچ اور پٹھان باقاعدگی سے آپ کے حجرے میں حاضر ہوتے اور قرآن کریم احادیث نیز مثنوی رومی کا درس لیتے۔ حافظ صاحب نیک فطرت اور مرد صالح تھے۔ خوش الحان اس قدر تھے کہ سپیدۂ سحر نمودار ہونے سے قبل جب دہقان بیلوں کی جوڑیوں کو ہمراہ لئے اپنے کھیتوں کی طرف جاتے تو راستے میں حافظ صاحب کی تلاوت کی آواز سن کر وہیں کھڑے ہو جاتے تاوقتیکہ آپ کلام پاک کی تلاوت مکمل نہ فرما لیتے۔ حافظ صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید آج بھی ان کی یاد کے طور پر آپ کے خاندان کے پاس محفوظ ہے۔

شروع میں نماز جمعہ بستی مندرانی میں نہیں پڑھا جاتا تھا اور کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا قبول حق کے بعد حضرت حافظ صاحب نے باقاعدہ نماز جمعہ کا بھی انتظام کیا۔ آپ نماز جمعہ اور نماز عیدین اپنی بستی میں پڑھایا کرتے تھے۔ ان دنوں غیر احمدیوں نے بہت زیادہ بائیکاٹ کیا اور مخالفت کی۔

آپ نے اپنی بستی میں جماعت کو منظّم کرنا شروع کر دیا تو بہت مخالفت ہوئی بستی کے غیر احمدی مولویوں کو لے آئے اور سلسلہ کے خلاف تقاریر کروائیں۔ انہیں ایام میں ایک مناظرہ کیا گیا۔ احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد شاہ صاحب تھے۔ مولوی محمد شاہ صاحب نے وفات مسیح، قرآن شریف سے ثابت کر دی۔ اس مناظرہ میں بستی بزدار کے ایک بااثر اور شریف النفس زمیندار شیر محمد صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ بستی بزدار، بستی مندرانی سے 6 میل شمال مغرب میں واقع ہے۔

آپ بہت نیک، پارسا، تہجد گزار بزرگ تھے آپ نے چھ فرزند بطور یادگار چھوڑے۔ جو سلسلہ کے خدمت کرنے والے ہیں۔ خاص طور پر محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر قابل ذکر ہیں جو کہ کافی عرصہ تک جامعہ احمدیہ میں پروفیسر رہے۔

وفات:

بوقت وفات ایک متنازعہ کیفیت پیدا ہوگئی ہوا یوں کہ علاقے کی ایک معزز شخصیت سید مسعود شاہ صاحب کے بیٹے سید نور شاہ صاحب جو حافظ صاحب کے پاس تحصیل علم کے واسطے حاضر ہوا کرتے تھے نے حافظ صاحب کا جنازہ پڑھنا چاہا تو کچھ لوگوں نے اس پر شاہ صاحب کی مخالفت کی کہ یہ شخص مرزائی ہو گیا ہے۔ نور شاہ صاحب نے دوٹوک جواب دیا کہ حافظ صاحب میرے بزرگ استاد تھے میں تو ان کی نماز جنازہ ضرور اور ہر حالت میں پڑھوں گا۔ چنانچہ شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ تمام مخالفین اور بہی خواہ جو حافظ صاحب کا دل سے احترام کرتے تھے۔ اس سے حوصلہ پا کر آگے بڑھے اور الگ سے نماز جنازہ ادا کی۔

حضرت سردار حافظ فتح محمد خان صاحب نے دسمبر 1925ء میں وفات پائی۔ آپ ”لعل اصحاب“ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 65 برس تھی۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب اور ان کے بھائی نور محمد خان صاحب جس قبرستان میں دفن ہیں اس کا نام پہلے سے ہی قبرستان صحابہ تھا۔ کیونکہ مشہور ہے کہ اس میں حضرت نبی کریم ﷺ کے دو صحابہ کی قبریں موجود ہیں۔ ان صحابہ کرام کے کوئی تاریخی حالات معلوم نہیں۔

اس علاقہ میں چند ایک مقامات پر ایسی قبریں پائی جاتی ہیں جو اصحاب کی قبریں کہلاتی ہیں۔ مقامی لوگ انہیں لعل اصحاب کہتے ہیں۔ حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب و حافظ محمد خان صاحب و نور محمد خان صاحب کی قبریں صحابہ کرام کی قبروں کے ساتھ ساتھ ہیں۔

(روشنی کا سفر صفحہ نمبر 47)

(آپ کے کچھ حالات آپ کے پڑپوتے مکرم آصف ظفر صاحب نے بھی لکھوائے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء)

حضرت مولوی محمد عثمان صاحب

حضرت مولوی محمد عثمان صاحب 1869ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حافظ محمد خان تھا، جو کہ خود بھی (رفیق) تھے۔ آپ کے دادا کا نام لکھی محمد خان تھا۔ آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اس وقت آپ نوجوان تھے۔ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرتے تھے۔ آپ اپنی بستی کے دوسرے گروپ کے ساتھ جون 1905ء میں قادیان گئے اور حضور کی زیارت اور دستی بیعت سے مشرف ہوئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضور جب بھی بیت الذکر میں تشریف لاتے زبان پر سبحان اللہ کے الفاظ ہوتے تھے۔

آپ بہت ہی شفیق اور مہربان انسان تھے۔ آپ ابتدائی عمر میں دعوت الی اللہ کی خاطر حکمت بھی کرتے تھے۔ طب میں آپ کو کافی دسترس حاصل تھی اسی اثر ورسوخ کی وجہ سے پہاڑی علاقے میں بھی دعوت الی اللہ کرتے تھے۔ عام طور پر مریضوں کو دوا مفت دیتے تھے۔ شکار کے بڑے شوقین تھے۔ آپ متعدد بار بستی مندرانی کے سیکرٹری اور پریذیڈنٹ بھی رہے۔ اخبار البدر اور ریویو آف ریلیجنز اور تشحیذ الاذہان کے مستقل خریدار تھے۔ حضرت مسیح موعود کی بہت سی کتب خریدیں اور پڑھیں سلسلہ کی دیگر کتب بھی وقتاً فوقتاً منگواتے رہتے تھے۔

آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا اسی وجہ سے آپ دعوت الی اللہ کی خاطر دشوار گزار پہاڑی علاقہ میں جاتے رہتے تھے۔ آپ کو دعوت الی اللہ سے خاص انس تھا غیر از جماعت کو اکثر دعوت الی اللہ کرتے رہتے تھے۔ خواہ علاقے کے مولوی صاحبان ہوں یا عوام الناس۔

آپ کے رشتہ دار آپ کی بہت مخالفت کیا کرتے تھے اور انہوں نے آپ سے سلام وکلام ترک کر دیا تھا۔ آپ کی مخالفت میں آپ کے خالو پیش پیش تھے۔

ایک دفعہ آپ کا گزر خالو صاحب کے کھیت سے ہوا جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے وہاں بیٹھ کر پانی پیا آپ کے خالو نے اس کھیت کا بند توڑ دیا اور سارا پانی نکال کر کھیت کو دوبارہ سیراب کیا اور کہا کہ تم نے میرا کھیت پلید کر دیا ہے۔ ان تمام مخالفتوں کے باوجود آپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی اور آپ آخر دم تک امام الزمان کی

غلامی میں رہے۔

آپ بیان کیا کرتے تھے کہ جب ہم جون 1905ء میں قادیان دارالامان گئے تو انہی ایام میں ایک دن لنگر خانے کا منتظم حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ لنگر خانے کا آٹا ختم ہوگیا ہے۔ حضرت مسیح موعود اس وقت دوزانو بیٹھے ہوئے تھے جس دری پر آپ تشریف رکھتے تھے اس پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کے لیے یہ بستر بیچنے کو بھی تیار ہوں مگر اب تک تو میری جائیداد موجود ہے مجھے دنیا کی کوئی فکر نہیں اور نہ ہی لنگر خانے کے خرچ کی فکر ہے۔ فکر اس بات کی ہے کہ یہاں خدا جو مال ودولت لائے گا ہم کو عطا کرے گا اس کو صحیح طور پر خرچ کرنے والے ہوں۔ نیز فرمایا آپ بٹالہ جاکر سیٹھ سے لنگر خانہ کے لیے خرچ لے آئیں۔

آپ نے اولاد میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑیں۔

حضرت مولوی محمد عثمان خان صاحب نے جولائی 1954 میں پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی اور ''لعل اصحاب'' قبرستان بستی مندرانی میں دفن ہوئے۔

(روشنی کا سفر صفحہ 104-101)

حضرت نور محمد صاحب ولد میر محمود صاحب مندرانی بلوچ

حضرت نور محمد صاحب ولد مکرم محمود خان صاحب حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب کے بڑے بھائی تھے آپ نے اپنے بھائی کے ساتھ تحریری بیعت کی اور جلسہ سالانہ کے دنوں میں دسمبر 1907ء کو قادیان دارالامان پہنچے۔ آپ زمیندارہ کرتے تھے قرآن شریف کے پہلے دس سپارے آپ کو زبانی یاد تھے۔ باقی ناظرہ بھی اچھی طرح سے پڑھ لیتے تھے۔ فارسی جانتے تھے۔ آپ کے بھائی حضرت حافظ فتح محمد صاحب اکثر پڑھانے میں مصروف رہتے تھے اور گھر کا تمام کاروبار آپ ہی کیا کرتے تھے آپ بہادر انسان اور پُروقار شخصیت کے مالک تھے۔

آپ نے چار فرزند بطور یادگار چھوڑے۔

آپ نے 1920ء میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 70 سال تھی۔ آپ ''لعل اصحاب'' قبرستان نزد کوہ سلیمان تحصیل تونسہ میں مدفون ہیں۔

حضرت نور محمد خان صاحب

حضرت نور محمد خان صاحب ولد مکرم حسن خان صاحب قوم بلوچ مندرانی سکنہ بستی مندرانی تحصیل تونسہ شریف محترم محمد مسعود خان صاحب کے والد محترم تھے اور حضرت نور محمد خان صاحب اور ان کے بیٹے مکرم مسعود خان صاحب دونوں (رفیق) تھے۔

حضرت نور محمد صاحب عربی اچھی طرح پڑھ اور سمجھ سکتے تھے آپ ایک سنجیدہ اور باادب انسان تھے۔ آپ کو احمدیت سے خاص انس تھا۔

بیعت:

آپ نے اپریل 1903ء میں تحریری بیعت کی اور مارچ 1904ء میں قادیان دارالامان پہنچے۔ آپ کو بستی مندرانی کے پہلے خوش نصیب گروپ کے ساتھ قادیان جانے کا موقع ملا۔ آپ نے قادیان پہنچ کر دستی بیعت کی اور ایک ہفتہ تک وہاں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

آپ نہایت متقی، پرہیزگار، پابند صوم وصلوٰۃ اور تہجد گزار تھے۔ آپ وقت پر چندہ ادا کرنے والے اور نمازوں کا خاص التزام رکھنے والے تھے۔ آپ حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعود کے سچے فدائی تھے۔

مخالفت:

جب آپ احمدیت میں داخل ہوئے تو آپ کی بہت مخالفت ہوئی لوگ آپ کو اپنی عام استعمال کی چیزیں بھی نہ دیتے تھے۔ آپ کا عام پیشہ کاشتکاری تھا اس لیے اپنا کھیت خود بوتے اور خود ہی کاٹتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

آپ ایک دن کھیت میں ہل چلا رہے تھے اور ملحقہ کھیت میں ایک غیر احمدی ہل چلا رہا تھا مکرم نور محمد صاحب کو پیاس لگی آپ کے پاس پانی نہیں تھا آپ نے غیر احمدی کے مشکیزہ سے پانی پی لیا۔ اس پر وہ سخت غصہ ہوکر پانی گرا کر دوبارہ مشکیزہ بھر لایا۔

دوسرے دن مکرم نور محمد خان صاحب مکرم حافظ فتح محمد سے یہ شعر لکھوا کر لے گئے اور اس غیر احمدی کو دیا اور کہا کہ یہ شعر اپنے پیر صاحب سے پڑھوانا اور مطلب پوچھنا

کہ صوفی، دجال کی آنکھ والا بے دین کہاں ہے۔ اسے کہہ دے کہ دین کو بچانے والا مہدی آ گیا اگر تو جلتا ہے تو بے شک جلتا رہ۔ اس آدمی نے اپنے پیر صاحب کو یہ شعر دیا اور اس کے معنی اور مطلب دریافت کیے۔ اس غیر احمدی کی ایک آنکھ نہ تھی وہ اس پر بہت شرمندہ ہوا اور دوسرے دن حضرت نور محمد صاحب سے معافی مانگی۔ اور پھر کبھی شرارت نہ کی۔

آپ 1916ء میں معمولی سی بیماری کے بعد وفات پا گئے اور اپنے آبائی گاؤں میں طاہر شاہ بخاری کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے محمد مسعود صاحب تادم آخر سلسلہ احمدیہ کے خادم رہے جو خود بھی حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے۔

(روشنی کا سفر صفحہ 108)

مکرم بشیر احمد ناصر صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی حسین یادیں

ہم جرمنی کے خدام واقعی ہی بہت خوش نصیب ہیں کہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا بے حد پیار ملا۔ اس بات کو اگر زاویہ نگاہ بدل کر یوں دیکھا جائے کہ ہم میں کیا خاص بات تھی جو ہم نے اس قدر پیار پایا، تو من آنم کہ من دانم والا معاملہ ہے، یہ تو انہی کا ظرف تھا جو ہم پراگندہ حال، ہجر زدہ، مجبور اور تہی دست جوانوں کے سر پر ہاتھ رکھا اور ڈھارس بندھائی اور مردانہ وار جینے کا سلیقہ سکھایا۔ ہر ایک کے دکھوں کو سنا اور زبانی ڈھارس نہیں دی بلکہ دعائیں بھی دیں۔ ان دعاؤں کے ساتھ ایک سکینت اترتی ہم دیکھتے ہیں۔

اور ادھر ہماری حالت یہ تھی کہ اکثر کا دین کا علم بھی ناقص، دنیاوی لحاظ سے وطن میں بھی درماندہ اور غریب الوطنی! ایسے میں ہم ایک حقیر پتھر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ اک دل تھا، ایک جان تھی، یہی ہمارا کل سرمایہ اور متاع تھی۔ حضور نے ہمیں تراشا اور سنوارا اور پیار دیا تو گویا کایا ہی پلٹ گئی۔ وہ جو کل تک گمنام وبے ہنر تھے، آج سچے دل اور سرمائے سے لدے ہوئے تھے۔ آپ کی شخصیت اور قوتِ قدسی کا اثر، آج بھی ہر دل میں اسی طرح زندہ رہے گا۔ آپ کی وفات کے بعد اب بھی تادم تحریر آنکھ پُرنم ہے اور اُنہیں خود سے جدا کرنے کا تصور بھی محال ہے کہ ہمیں قدم قدم آپ کی یادوں سے واسطہ ہے اور ان چاہتوں کے ہم آج بھی اسیر ہیں اور نیم شبانہ دعاؤں میں اب بھی یہ ساتھ زندہ ہے کہ آپ نے دعاؤں کے آداب سکھائے اور بطور نمونہ وہ سب کر دکھایا جو ہم صرف کتابوں میں پڑھتے تھے۔ آنے والے سے بھی تجدید عہد باندھا ہے اور وعدہ پیاں کو نئے سرے سے دہرایا ہے، دعا ہے کہ اللہ ہمیں توفیق وفا دے، آمین۔

میری آپ سے پہلی ملاقات پاکستان میں قبل از خلافت ہوئی۔ آپ نے ایک مقامی جلسہ میں غیر از جماعت احباب کے تابڑ توڑ سوالوں کے انتہائی شستہ زبان میں مسکت جوابات دئے۔ اس سے میری بچپن کی اس عمر میں ہی احمدیت پر ایمان پختہ ہوگیا کہ ہم صحیح ہیں اور مخالف غلط۔ بعدہٗ مرکز سے دور رہائش کے باعث کوئی سلسلہ ملاقات نہ رہا۔ بعد از ہجرت فرینکفرٹ میں پہلی ملاقات میں والد صاحب کے حوالہ سے تعارف ہوا تو یوں لگا کہ والد صاحب کا سارا تعلق خلافت مجھ میں زندہ کر دیا۔

چند سالوں میں Rudesheim میں ایک پکنک ہوئی، وہاں آپ تشریف فرما تھے اور سامنے گراؤنڈ میں نمائشی والی بال میچ ہو رہا تھا، ایسے میں احباب جماعت حضور اقدس کے پاس برائے دعا و شرف مصافحہ جا رہے تھے، میں نے بھی موقع کو غنیمت جانا اور پہنچ گیا۔ حضور کرسی پر تشریف رکھتے تھے اور میں نے سلام ومصافحہ کے بعد، سامنے گھاس پر دوزانو بیٹھنے کی کوشش کی کیونکہ مجھ پر ملتان کے تعلیمی دور کا اثر تھا اور جھجک تھی کہ حضور کی برابر کرسی پر کیوں کر بیٹھوں۔ آپ نے بھانپ لیا اور کرسی کی طرف اشارہ کیا مگر میں نے اصرار کیا کہ میں نیچے ہی بیٹھوں گا اس پر میرا بازو پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھایا اور فرمایا ''نہیں آپ یہاں بیٹھیں'' اور نہایت توجہ سے میری بات کو سنا اور دعا دی اور یوں میرے اس بت کو عملاً توڑا کہ پیر کے برابر بیٹھنا حد ادب کے خلاف ہے۔

ایک دفعہ ناصر باغ میں حضور اپنی رہائش گاہ میں تھے اور جلسہ گاہ میں جانے کے لئے باہر تمام لوگ منتظر تھے، رہائش سے ملحقہ ایک ہال نما کمرہ تھا اور اس میں میری ڈیوٹی تھی کہ اچانک دروازہ کھلا اور حضور سلام کہتے ہوئے ہال کے دوسری جانب چل دیئے، میں بھی پیچھے ہو لیا (افراد قافلہ دوسری طرف منتظر تھے)۔ اچانک ہال کا دوسرا دروازہ کھلا۔ وہاں دو اطفال کرسیاں رکھنے کے لئے لا رہے تھے، انہوں نے حضور کو دیکھتے ہی کرسیاں نیچے رکھیں اور سلام کہتے ہی کہا کہ حضور! ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم آپ سے معانقہ کریں۔ حضور صورتحال بھانپ چکے تھے، باہر کا منظر بھی کھڑکیوں سے صاف دکھائی دے رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ''جلدی جلدی کرلو، کوئی دیکھ نہ لے'' اور ان دونوں بچوں کو گلے لگانے کے بعد مجھے بھی از خود گلے لگایا اور جلدی سے باہر تشریف لے گئے۔ جلدی جلدی معانقے کا یہ منظر آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔

2001ء میں انٹرنیشنل جلسہ جرمنی میں منعقد ہوا، خاکسار کی ذمہ داری ناظم حفاظت سٹیج تھی۔ ہم نے حفاظت کے ساتھ ساتھ آپ کے لئے سرخ رنگ کا قالین بچھایا تھا اور سٹیج کا پچھلا حصہ ایک مصنوعی دیوار کے ذریعے بالکل خالی ریز رو کر لیا تھا۔ جلسہ کے اختتام پر آخری نماز کے بعد جب حضور جانے لگے تو میں جوتے رکھنے کی سعادت کے بعد جب سیلیوٹ کرنے لگا تو مجھ سے پہلے آپ کا ہاتھ بلند ہوا اور چلتے ہوئے ہمیں اسی انداز سے جواب دیا۔ وہ محبت بھری نظر آج بھی دل پر نقش ہے۔

دئے جلائے ساتھ ساتھ رہتی ہے
تمہاری یاد، تمہاری دعا ہمارے لئے

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت احمدیہ کا سچا خادم بنائے رکھے اور ہماری نسل در نسل کو ہمیشہ خلافت کا سچا وفادار خادم بنائے رکھے۔ آمین

مکرم امان اللہ امجد صاحب

ایک علم دوست شخصیت

محترم مقبول احمد صاحب ظفر مربی سلسلہ

محترم مقبول احمد صاحب ظفر 10 فروری 1973ء کو اپنے آبائی گاؤں کوٹ محمد یار ضلع چنیوٹ میں پیدا ہوئے۔ 1990ء میں آپ نے ربوہ میں میٹرک کا امتحان دیا اور اس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت مرکزی سالانہ تربیتی کلاس میں شامل ہوئے۔ خاکسار کو بھی اس کلاس میں شامل ہونے کا موقع ملا اور اس طرح آپ سے میری پہلی ملاقات ہوئی۔ کلاس کے دوران ایک پیریڈ ’’مشق تقاریر‘‘ کا بھی رکھا گیا تھا۔ مکرم مقبول احمد ظفر صاحب کو تقریر کی خداداد صلاحیت حاصل تھی اور یہ ابھرتے ہوئے نوجوان مختلف موضوعات پر بہت اچھے پیرائے میں تقریر کیا کرتے تھے۔ تربیتی کلاس سے شروع ہونے والی شناسائی رفتہ رفتہ دوستی میں بدل گئی۔ آپ ایک ذہین وفہیم طالبعلم تھے۔ بظاہر وہ دبلے پتلے نظر آتے لیکن علمی شخصیت تھے۔ تربیتی کلاس ختم ہوئی اور چند دن بعد مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کی طرف سے ربوہ کے مختلف محلّہ جات میں تقریری مقابلوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ محترم مقبول صاحب نے وہاں بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کا خوب مظاہرہ کیا۔

چند دن بعد ہم نے وقف عارضی کرنے کا پروگرام بنایا، چنانچہ ہم گکھڑمنڈی ضلع گوجرانوالہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ ہماری یہ وقف عارضی جو 8 سے 21 جولائی 1990ء تک جاری رہی، ان دوہفتوں میں محترم مقبول صاحب کی شخصیت کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ آپ نہایت بردبار اور سلجھی ہوئی شخصیت کے مالک تھے۔ جب کوئی سوال کرتا تو غور سے اس کی بات سنتے اور پھر نہایت تحمل سے اس کے سوال کا جواب دیتے۔

اس دوران ہمیں بعض گھروں میں قرآن کریم پڑھانے کا بھی موقع ملا۔ تعلیم القرآن اور نماز باجماعت کیلئے انفرادی طور پر احباب سے رابطہ کیا گیا۔ روزانہ نماز مغرب کے بعد خدام کی تربیتی کلاس کا انعقاد ہوتا تھا۔ یہ کلاس دو ہفتے جاری رہی۔ جس میں محترم مقبول صاحب اہم علمی مسائل کو احسن رنگ میں بیان کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اس کلاس کا باقاعدہ نصاب تیار کرکے طلباء کو فراہم کیا گیا۔ اور خدام کے اجلاسات میں دینی معلومات کا ٹیسٹ بھی لیا جاتا۔

اس وقف عارضی کے دوران خدام کا ایک مقابلہ تقریر بھی کروایا گیا۔ جس کا عنوان ’’رحمۃ للعالمین اور عالم اطفال‘‘ تھا۔ اول، دوم اور سوم آنے والے اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس کلاس کے خدا کے فضل سے نہایت مفید ثمرات ظاہر ہوئے اور ذاتی طور پر ہمیں بھی بہت فائدہ پہنچا۔ جو کمزوریاں تھیں انہیں دور کرنے کا بھی موقع ملا۔

جامعہ میں داخلہ کے بعد محترم مقبول صاحب کی تعلیمی مصروفیات کا آغاز ہوگیا۔ اس دوران دارالعلوم غربی میں محترم ڈاکٹر وقار منظور بسراء صاحب نے ہومیو پیتھک کلینک کا آغاز کیا۔ خاکسار کے علم کے مطابق محترم مقبول صاحب ان ابتدائی ارکان میں شامل تھے۔ جنہوں نے محترم ڈاکٹر وقار منظور بسراء صاحب سے ہومیوپیتھی کے میدان میں اکتساب فیض کیا۔ اور محترم ڈاکٹر صاحب کی باقاعدہ کلاسز میں شامل ہوتے رہے۔ یہ کلاسز اکثر نماز فجر کے بعد ڈاکٹر وقار صاحب کے گھر پر ہوا کرتی تھیں۔ جب دارالعلوم غربی میں ہومیو کلینک کا آغاز ہوا تو اس وقت مریضوں کا بہت رش ہوا کرتا تھا اور لمبی لمبی لائنیں لگی ہوتی تھیں۔ چنانچہ محترم مقبول صاحب بھی خدمت انسانیت کے جذبے سے سرشار جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد کلینک پہنچ جاتے اور دیر تک مریضوں کی خدمت میں مصروف رہتے۔ اس وقت یہ ایک چھوٹی ڈسپنسری تھی جو آج طاہر ہومیو پیتھک ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں بدل چکی ہے۔ جہاں پر کئی ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹرز وسیع پیمانے پر خدمت انسانیت میں مصروف عمل ہیں۔

جامعہ احمدیہ پاس کرنے کے بعد 1997ء میں آپ میدان عمل میں چلے گئے۔ بطور مربی سلسلہ آپ کو مختلف شعبہ جات میں خدمت دین کی توفیق ملی۔ نظارت اشاعت میں کام کرتے رہے اس کے بعد جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن میں بطور استاد فرائض ادا کرتے رہے۔ 2007ء میں آپ کو عربی میں مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے شام بھجوایا گیا۔ جہاں حصول علم کے بعد فروری 2010ء کو واپس پاکستان آگئے۔ اس کے بعد تادم واپسیں نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں خدمات بجا لاتے رہے۔

آپ سادہ اور ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے نرم دلی اور خوش اخلاقی آپ کی طبیعت کا ایک اہم وصف تھا۔ اپنے مریضوں کے ساتھ بہت پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ 1998ء میں خاکسار کے والد صاحب بیمار ہوگئے تو خاکسار نے محترم مقبول صاحب سے ہومیو پیتھک علاج شروع کروایا۔ اس دوران کلینک کے علاوہ بعض دفعہ فوری دوائی کی ضرورت پڑی تو خاکسار ان کے پاس جامعہ چلا جاتا تو آپ اپنی مصروفیات کے باوجود نہایت بشاشت کے ساتھ وقت دیتے اور ہومیو پیتھک نسخہ لکھ دیتے۔ بعض دفعہ میں نے فون پر مریض کی کیفیت بتا کر مشورہ کرنا ہوتا تو آپ اس کیلئے بھی ہمہ وقت حاضر تھے۔ آج بھی خاکسار پر اس چیز کا گہرا اثر ہے اور یہ سلوک صرف میرے ساتھ ہی نہیں تھا بلکہ آپ کے گھر پر بھی مریضوں کا تانتا بندھا رہتا تھا اور آپ ان کی خدمت کرکے خوشی محسوس کرتے تھے۔ خدا نے انہیں دست شفاء عطا فرمایا تھا۔ نہایت دلچسپی اور گہرائی سے مریض کا جائزہ لیتے تھے۔ جس سے مریضوں کو بھی تسلی ہوجاتی تھی۔ جہاں بھی رہے لوگ ان سے فیضیاب ہوتے رہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جولائی 2012ء میں مرحوم کا ذکر خیر فرمایا اور بعد میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اسی طرح آپ کی اولاد کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان کو مرحوم کی نیکیاں ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اعلانات واطلاعات

ضرورت اساتذہ

نصرت جہاں اکیڈمی بوائز ہائی سکول میں درج ذیل اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں۔

مضامین: انگلش، کیمسٹری، ریاضی اور فزکس

ایسے احباب جماعت جو اس ادارہ میں خدمت کرنے کے خواہشمند ہوں اور انہوں نے ان مضامین میں سے کسی میں بھی بی۔اے/ ایم اے/ ایم ایس سی بطور ریگولر طالب علم کی ہو ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی درخواستیں فوری بھجوائیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی بوائز ہائی سکول ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرم حبیب اللہ خادم صاحب دارالبرکات ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بڑے بھائی مکرم عنایت اللہ صابر صاحب ولد مکرم میاں محمد رمضان صاحب مرحوم آف گھنو کے بجہ ضلع سیالکوٹ حال دارالرحمت شرقی بشیر ربوہ بقضائے الٰہی مورخہ 17راگست 2013ء کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں بعمر 79 سال وفات پاگئے۔ مورخہ 19راگست کو بعد از نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم حافظ خالد افتخار صاحب ناظم مال وقف جدید ربوہ نے دعا کروائی۔ مرحوم 1952ء میں گھٹیالیاں ہائی سکول سے گھنو کے بجہ کے میٹرک کرنے والے پہلے طالب علم تھے۔ 1954ء میں محترم والد صاحب کے تعمیر کردہ مکان واقع دارالبرکات ربوہ میں شفٹ ہو گئے اور پھر 1954ء سے تقریباً ایک سال بطور محرر صدر انجمن احمدیہ کے مختلف دفاتر میں خدمت کی توفیق پائی۔ بعدازاں 1967ء تک بطور محرر نظارت مال آمد میں کام کی سعادت ملی۔ 1967ء سے 1993ء تک بطور انسپکٹر نظارت مال آمد ضلع سرگودھا و میانوالی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ محلّہ دارالبرکات میں بطور زعیم خدام الاحمدیہ اور بطور سیکرٹری مال بھی خدمت کی۔ روزنامہ الفضل اور دیگر جماعتی رسائل کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے۔ غرباء کی مالی امداد کا نمایاں جذبہ تھا۔ وفات سے قبل اپنا ذاتی مکان واقع محلّہ دارالرحمت شرقی بشیر وقف جدید کو بطور عطیہ وقف کرنے کی توفیق پائی۔ آپ نے پسماندگان میں سب سے بڑے بھائی مکرم میاں خورشید احمد صاحب دارالبرکات ربوہ بعمر 92 سال اور دو چھوٹے بھائی اور دو بہنوں کے علاوہ پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں اور 31 پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ کے ایک بھتیجے مکرم طاہر محمود طاہر صاحب اور ایک پوتے مکرم جری اللہ خاں صاحب کو بطور مربی سلسلہ خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم منور احمد بجہ صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے اسلام آباد اور راولپنڈی کے اضلاع کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت واراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

☆......☆......☆......☆

10 ہزار سال پرانا کیلنڈر

ماہرین آثار قدیمہ کا کہنا ہے کہ انہوں نے سکاٹ لینڈ کے آبرڈین شہر میں دنیا کا قدیم ترین قمری کیلنڈر دریافت کر لیا ہے۔ وارن فیلڈ کے علاقے میں کھدائی سے 12 گڑھے برآمد ہوئے جو چاند کی مختلف حالتوں کی عکاسی کرتے ہیں اور قمری مہینوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یونیورسٹی آف برمنگھم کے سائنس دانوں کی ٹیم کا اندازہ ہے کہ یہ کیلنڈر، پتھر کے زمانے کے انسان نے بنایا تھا اور یہ دس ہزار برس پرانا ہے۔

اس سے قبل قدیم ترین کیلنڈر میسوپوٹیمیا کے علاقے سے برآمد ہوئے تھے۔ لیکن وہ کئی ہزار برس بعد بنائے گئے تھے۔ یہ تحقیق انٹرنیٹ آرکیالوجی نامی جریدے میں شائع ہوئی ہے، گڑھوں کی مخصوص ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے جو گرمیوں کے وسط میں طلوع آفتاب سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے، جس سے اس زمانے کے انسانوں کو وقت اور گزرتے ہوئے موسموں کا بہتر اندازہ لگانے میں مدد ملتی ہوگی۔ اس تحقیق کے سربراہ ونس گیفنی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ سکاٹ لینڈ میں قدیم انسان کو نہ صرف سالہا سال تک وقت کا تعین کرنے کی ضرورت تھی بلکہ ان کے پاس وہ تکنیکی مہارت بھی موجود تھی جس سے وہ قمری سال کے اندر موسمی تغیر کا حساب رکھ سکیں۔ اور یہ سب کچھ مشرق وسطیٰ میں پہلے باضابطہ کیلنڈروں سے پانچ ہزار سال قبل ہوا۔ انھوں نے کہا کہ یہ تاریخ کی تشکیل کی جانب اہم قدم ہے۔ یونیورسٹی آف سینٹ اینڈریوز کے ڈاکٹر رچرڈ بیٹس نے کہا کہ یہ دریافت پتھر کے زمانے کے سکاٹ لینڈ کے بارے میں نئی سنسنی خیز معلومات فراہم کرتی ہے۔ وارن فیلڈ کا سراغ پہلی بار اس وقت ملا جب سکاٹ لینڈ کے آثار قدیمہ کے ادارے نے فصلوں میں بننے والے نشانات کا فضا سے جائزہ لیا۔ ادارے کے فضائی سروے کے پراجیکٹ مینیجر ڈیو کاؤلی نے کہا کہ ہم 40 برسوں سے سکاٹ لینڈ کی فضائی تصاویر لے رہے ہیں اور اس دوران ہم نے ہزاروں آثار قدیمہ دریافت کیے ہیں جن کا زمین سے پتا نہیں چلایا جا سکتا تھا۔ تاہم وارن فیلڈ کی دریافت سب سے مختلف تھی۔ یہ بات بہت قابل ذکر ہے کہ ہمارے فضائی سروے سے اس جگہ کی نشاندہی میں مدد ملی جہاں وقت ایجاد کیا گیا تھا۔

(روزنامہ ایکسپریس 17 جولائی 2013ء)

پاکستان کے صدور

نمبر شمار	نام	آغاز عہدہ	اختتام عہدہ
1	میجر جنرل اسکندر مرزا	7/اگست 1955ء	27/اکتوبر 1958ء
2	فیلڈ مارشل ایوب خان	27/اکتوبر 1958ء	25 مارچ 1969ء
3	جنرل آغا محمد یحییٰ خان	25 مارچ 1969ء	20 دسمبر 1971ء
4	ذوالفقار علی بھٹو	20 دسمبر 1971ء	14/اگست 1973ء
5	فضل الٰہی چوہدری	14/اگست 1973ء	16 ستمبر 1978ء
6	جنرل محمد ضیاء الحق	16 ستمبر 1978ء	17/اگست 1988ء
7	غلام اسحٰق خان	17/اگست 1988ء	18 جولائی 1993ء
8	فاروق احمد خان لغاری	14 نومبر 1993ء	2 دسمبر 1997ء
9	محمد رفیق تارڑ	یکم جنوری 1998ء	20 جون 2001ء
10	جنرل ریٹائرڈ پرویز مشرف	20 جون 2001ء	18/اگست 2008ء
11	آصف علی زرداری	9 ستمبر 2008ء	8 ستمبر 2013ء
12	سید ممنون حسین	9 ستمبر 2013ء	

(روزنامہ جنگ لاہور 9 ستمبر 2013ء)

خبریں

جدید ٹیکنالوجی کا حامل روبوٹ سانپ

کینیڈا کی ایک آرٹ لیب میں جدید ٹیکنالوجی کا حامل روبوٹک سانپ تخلیق کیا گیا ہے۔ اس جدید ٹیکنالوجی کے حامل روبوٹک سانپ میں حقیقی سانپ کی طرح اپنے جسم کو لہرا کر زمین میں رینگنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس مشینی سانپ میں ایسے سنسر نصب کئے گئے ہیں جو اسے حرکت دینے اور سمت کا تعین کرنے میں مدد کرتے ہیں یہ مشینی سانپ اپنی انوکھی خاصیت کے بل بوتے پر بیک وقت خشکی اور پانی میں چلنے کا مظاہرہ بھی پیش کرے گا۔ اس بے ضرر سانپ کو تفریح کے لئے تخلیق کیا گیا ہے۔ جسے بچے کھیل کر اپنے دل میں موجود سانپ کے خوف کو کم کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر سواری بھی کر سکتے ہیں۔

وسیع و عریض غار ویت نام کے گھنے جنگلوں میں دنیا کا عظیم ترین غار دریافت ہوا ہے۔ اس کی وسعت کے بارے میں اب تک معلوم نہیں ہوا۔ 500 غاروں کے جال پر مشتمل اس کی اونچائی تقریباً 500 فٹ اور چوڑائی 650 فٹ اور لمبائی 5.5 میل ہے غاروں کا یہ جنگل اس قدر وسیع و عریض ہے کہ اس کے اندر ایک مکمل جنگل ہے۔ اب تک اس کی درست وسعت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔

دونوں ہاتھوں سے مصوری کرنے والا

نوجوان ہالینڈ کا Thijme Termant نامی نوجوان ایسا مصور ہے، جو دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ مصوری کر سکتا ہے۔ ٹرمنٹ بیک وقت دونوں ہاتھوں میں رنگ کی پنسلیں پکڑ کر اس تیز رفتاری کے ساتھ فن پارے بناتا ہے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں۔ یہ نوجوان سکول کے زمانے سے دونوں ہاتھوں سے مصوری کرنے کی مشق کر رہا تھا۔ وہ اس فن میں اس قدر طاق ہو چکا ہے کہ انتہائی کم وقت میں مکمل تصویر تخلیق کر لیتا ہے۔

صحت مند بچے کی پیدائش امریکہ میں ایک جوڑے کے ہاں دنیا کے سب سے صحت مند بچے کی پیدائش ہوئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ مشعل نامی خاتون نے ایک بچی کو جنم دیا ہے جس کا وزن 13 پاؤنڈز سے زیادہ اور قد تقریباً 25 انچ ہے، ڈاکٹرز کے مطابق یہ اب تک پیدا ہونے والی سب سے صحت مند بچی ہے۔ (روزنامہ دنیا 19 جولائی 2013ء)

تریاق معدہ
ہاضمے کا لذیذ چورن
کھانا ہضم کرتا ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434

نئے سیزن کی سیل کا آغاز
مردانہ سیل: صرف -/350 اور -/450 روپے میں شوز
بچوں کی سیل: صرف -/250 روپے میں شوز
لیڈیز سیل: Buy One & Get One free
(ایک جوڑا شوز کے ساتھ ایک مفت)
مس کولیکشن
اقصیٰ روڈ ربوہ

ربوہ میں طلوع و غروب 16 ستمبر

طلوع فجر	4:30
طلوع آفتاب	5:50
زوال آفتاب	12:03
غروب آفتاب	6:16

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

16 ستمبر 2013ء

4:00 am	سوال و جواب
6:05 am	بستان وقف نو
7:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر 2012ء
12:00 pm	افریقن ڈئرز 2011ء
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 23 نومبر 2007ء
9:00 pm	راہ ہدیٰ
11:25 pm	افریقن ڈئرز 2011ء

Rehman Rubber Rollers & Engineering Works
Manufacturers:
Paper, Chip Board and Tanneries Rolls
Marketing Managing Director:
Mujeeb-ur-Rehman
0345-4039635
Naveed ur Rehman
0300-4295130
Band Road Lahore.

CASA BELLA
Home Furnishers
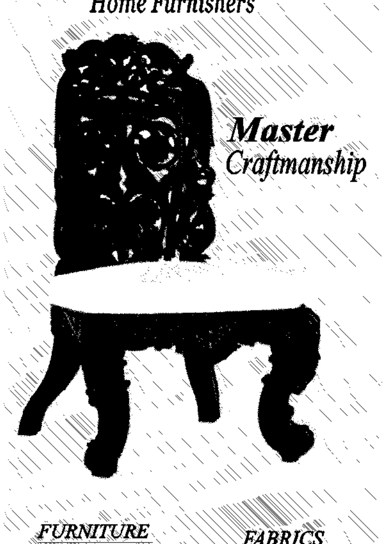
Master Craftmanship
FURNITURE
13-14, Silkot Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36668937, 36677178
E-mail: mrahmad@hotmail.com
FABRICS
1- Gilgit Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36660047, 36650952
A Complete Range of Furniture, Accessories Wooden Flouring.

FR-10